عہدِ صدیقیؓ کے نظامِ استخبارات کا تحقیقی و تاریخی جائزہ

A research and historical review of the intelligence system in the period of Siddiqui (R.A)

Saleem Ullah Masroor
Ph.D. Scholar, MY University, Islamabad:
saleemullah.masroor@gmail.com

Abstract:
This paper presents a comprehensive review of the intelligence system during the time of Siddiqui R.A. The study delves into historical records and research to shed light on the functioning and significance of intelligence mechanisms during this period. Through an exploration of historical sources, the paper examines how intelligence was gathered, analyzed, and utilized in Siddiqui R.A.'s era. The findings contribute to a better understanding of the intelligence infrastructure and its role in shaping historical events during that time.
Keywords: *Intelligence system, Period, Siddiqui R.A, Research, Historical review.*

استخبارات کا لغوی مفہوم

استخبارات عربی زبان کا لفظ ہے اس کا واحد (استخبرة) ہے۔ استخبرۃ کے معنی کسی کو دریافت کرنے کے ہیں۔

استخبارات باب استفعال سے ہے، اس کا مادہ (خبر) ہے۔ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی اس کا لغوی معنی یوں بیان کرتے ہیں:

استخبرة : ساله الخبر

یعنی اس نے اُس سے خبر کے متعلق پوچھا۔

اس باب کی خاص صفت یہ ہے کہ اس میں ایک مسلسل جستجو پائی جاتی ہے۔ اس طرح استخبارات کا مطلب خبروں کی جستجو میں لگے رہنے کی خواہش ہے۔

استخبارات کا اصطلاحی مفہوم:

استخبارات کو انگریزی میں Intelligence کہتے ہیں۔ استخبارات آج کل ان اداروں کو کہا جاتا ہے جو حکومتی سطح

پر تشکیل دئے جاتے ہیں۔ یہ ادارے حکومتن کے دیگر پالیسی ساز اداروں کی ضروریات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مسلسل معلومات اکٹھی کرتے رہتے ہیں۔

انٹیلی جنس بنیادی طور پر معلومات جمع کرنے کے عمل کو کہتے ہیں جبکہ جاسوسی یعنی Expinioge کو ان معلومات کے حصول کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ کسی بھی انٹیلی جنس کا بنیادی فرض یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنے ملک کے تمام ممکنہ معلومات جمع کرے ملک کے خلاف ہونے والی تمام اندرونی وبیرونی سازشوں پر نظر رکھے۔ دشمن اور دوست ممالک کی عسکری، معاشرتی، حربی اور دیگر استعداد کار کے بارے میں نہ صرف یہ کہ معلومات اکٹھی کرتے رہتے ہیں بلکہ ان کا تجزیہ کر کے اپنی حکومت کو آئندہ کے لئے لائحہ عمل Policies بھی تجویز کرتے ہیں۔ استخبارات ایک ایسا طریقہ کار ہے جس کے ذریعے درج ذیل پہلوؤں کے بارے میں معلومات اکٹھی کی جاتی ہیں۔

1۔ دشمن کی استعداد کار

2۔ حکمت عملی

3۔ دشمن ملک کے دوست

4۔ دشمن کے ذرائع پیداوار

5۔ مجموعی معیشت

ان کے علاوہ دشمن ملک کی صنعت و حرفت، تہذیب، سیاست، مذہب اور معاشرتی ترتیب وترکیب وغیرہ۔ الغرض استخباراتی ادارے درج بالا معلومات کا تجزیہ کرتے ہیں اور ان کی تصدیق یا تردید کرتے ہیں۔ ان تجزیاتی رپورٹوں بمعہ مجوزہ حل عمل درآمد کرنے والے متعلق انتظامی اداروں کو فراہم کرتے ہیں۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے۔ اپنی آراء استخباراتی اداروں کو ارسال کرتے ہیں۔ اس طرح استخباراتی اداروں کو اپنے عیون اور جاسوسوں کی کارکردگی کا جائزہ لینے میں مدد ملتی ہے۔ یہ ادارے ساتھ ساتھ اپنی ضرورتوں کا بھی تجزیہ کرتے رہتے ہیں اور ان ضرورتوں کے مزید اطلاعات کی درخواست کرتے ہیں۔ اس طرح سلسلہ استخبارات چلتا رہتا ہے۔

عہدِ صدیقیؓ کا تعارف

نام و نسب:

عبد اللہ نام، ابو بکر کنیت، صدیق اور عتیق لقب، والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ، والدہ کا ن سلمہ اور اُم الخیر کنیت، والد کی طرف سے پورا سلسلہ نسب یہ ہے: عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی القرشی التیمی۔ اور والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے۔ ام الخیر بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ اس طرح ابو بکرؓ کا سلسلہ نسب چھٹی پشت میں مرہ پر آنحضرت ﷺ سے مل جاتا ہے۔[1]

قبل اسلام:

حضرت ابو بکر صدیقؓ اسلام سے قبل ایک تاجر کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کی دیانتداری، راستبازی اور امانت کا خاص شہرہ تھا۔ اہل مکہ ان کو علم، تجربہ اور حسن اخلاق کے باعث نہایت معزز سمجھتے تھے۔ ایام جاہلیت میں خون بہا کا مال آپ ہی کے ہاں جمع ہوتا تھا۔ اگر کبھی کسی دوسرے شخص کے یہاں جمع ہوتا تو قریش اس کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔[2]

حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ایام جاہلیت میں بھی شراب سے ویسے ہی نفرت تھی، جیسے زمانہ اسلام میں۔ اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ شراب نوشی میں نقصان آبرو ہے۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ بچپن ہی سے ان کو خاص انس اور خلوص تھا اور آپ ﷺ کے حلقہ احباب میں داخل تھے۔ اکثر تجارت کے سفروں میں بھی ہمراہی کا شرف حاصل ہوتا تھا۔[3]

---

[1] ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، قسم اول، جزء ثالث، ص ۱۱۹

[2] ابن حجر عسقلانیؒ، احمد بن علی بن محمد، الاصبۃ فی تمیز الصحابۃ، مترجم محمد عامر شہزاد علوی، ناشر مکتبہ رحمانیہ

[3] علاؤ الدین علی بن حسام الدین، کنزل الاعمال فی سنن الاقوال والافعال، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۱ء، ج 4، ص ۳۱۳

اشاعت اسلام:

آنحضرت ﷺ کو جب خلعت نبوت عطا ہوئی اور آپ ﷺ نے مخفی طور پر احباب مخلصین اور محرمانِ راز کے سامنے اس حقیقت کو ظاہر فرمایا تو آزاد اور بالغ مردوں میں سے اول حضرت ابو بکرؓ ایمان لے آئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے مسلمان ہونے کے ساتھ ہی دین حنیف کی نشر واشاعت کے لئے جدوجہد شروع کر دی اور صرف آپؓ کی دعوت پر حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت طلحہؓ بن عبد اللہ، حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ جو معدن اسلام کے سب سے تاباں و درخشاں جواہر ہیں، مشرف باسلام ہوئے۔[4]

خلافت حضرت ابو بکر صدیقؓ:

۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے روز جس دن آنحضرت ﷺ نے رحلت فرمائی، حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے حجرے کا پردہ اُٹھا کر دیکھا اور خوش ہو کر مسکرائے تو حضرت ابو بکرؓ نے اس خیال سے کہ شاید آپ ﷺ نماز کے لئے تشریف لائیں گے، پیچھے ہٹنا چاہا، لیکن اشارہ سے حکم ہوا کہ نماز پوری کرو اور پھر پردہ گرا دیا۔ چونکہ اس روز بظاہر آنحضرت ﷺ کے مرض میں افاقہ معلوم ہوتا تھا اس لئے حضرت ابو بکرؓ نماز کے بعد اجازت لے کر مقام سخ کو جہاں ان کی زوجہ محترمہ حضرت خارجہ بنت زہیرؓ رہتی تھیں تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ سخ سے واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو چکا تھا اور مسجد کے دروازے پر ایک ہنگامہ برپا تھا لیکن وہ کسی سے کچھ نہ بولے اور سیدہ حضرت عائشہؓ کے مکان میں داخل ہوئے اور اپنے محبوب آقا ﷺ کے نورانی چہرہ سے نقاب اُٹھا کر پیشانی کو بوسہ دیا اور رو کر کہا: "میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں خدا کی قسم! آپ پر دو موتیں جمع نہ ہوں گی وہ موت جو آپ ﷺ کے مقدر بھی اس کا مزہ چکھ چکے اس کے بعد اب پھر کبھی موت نہ آئے

---

[4] نفس مصدر

گی۔[5]

رسول اللہ ﷺ کے انتقال کی خبر مشہور ہوتے ہیں منافقین کی سازش سے مدینہ میں خلافت کا فتنہ اُٹھ کھڑا ہوا اور انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ میں مجتمع ہو کر خلافت کی بحث چھیڑ دی۔ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ کو ساتھ لئے ہوئے سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے، انصار نے دعویٰ کیا کہ ایک امیر ہمارا اور ایک امیر تمہارا، ظاہر ہے کہ اس دو عملی کا نتیجہ کیا ہوتا؟ پھر انصار میں بھی دو گروہ تھے اوس اور خزرج۔ امارت کے بارے میں ان کی رائے ایک نہیں تھی دوسری طرف قبائل عرب خصوصاً قریش ان کے سامنے گردن اطاعت خم نہیں کر سکتے تھے۔ ابو عبیدہ بن الجراحؓ انصار کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگے:

"اے انصار! تم ہی تھے جنہوں نے اس دین کی نصرت و حمایت کے لئے سب سے پہلے اپنے آپ کو پیش کیا تھا اور اب تمہیں سب سے پہلے اس کی تباہی کے درپے ہو"۔

ابو عبیدہؓ کے اس فقرے کا قبیلہ خزرج کے ایک سردار بشیر بن سعد ابو نعمان بن بشیرؓ پر بے حد گہرا اثر ہوا۔ وہ کھڑے ہوئے اور یہ تقریر کی:

"اللہ کی قسم! اگرچہ ہمیں مشرکین سے جہاد اور دین میں سبقت اختیار کرنے کے معاملے میں مہاجرین پر فضیلت حاصل ہے لیکن ہم نے یہ سب کچھ محض اپنے رب کی رضا، اپنے نبیؐ کی اطاعت اور اپنے نفس کی اصلاح کے لئے کیا تھا، اس لئے ہمیں زیبا نہیں کہ ہم ان باتوں کی وجہ سے فخر و مباہات کا اظہار کریں اور اپنی دینی خدمات کے بدلے دنیا مال و منال طلب کریں۔ اللہ ہی ہمیں اس کی جزاء دے گا اور اس کی جزا ہمارے لئے کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ قریس میں سے تھے اور آپ کی قوم ہی اس کی سب سے زیادہ حقدار ہے۔ اللہ نہ کرے کہ ہم اس بارے ان سے جھگڑا کریں۔ اسلئے اے انصار! تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، مہاجرین کی مخالفت نہ کرو اور ان سے مت جھگڑو"۔

---

[5] ابن حجر عسقلانیؒ، احمد بن علی بن محمد، فتح الباری، بیروت، المکتبہ السلفیہ، ج7، ص ۱۳۰

بشر بن سعد کی باتیں سن کر ابو بکرؓ نے انصار کی طرف نظر دوڑائی تا کہ دیکھیں، کہاں تک اثر قبول کیا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ اوس آپس میں آہستہ آہستہ کچھ کہہ رہے ہیں ابھر بنی خزرج کے چہروں سے معلوم ہوتا تھا کہ ان پر بشیر کی باتوں کا اثر ہوا ہے۔ موقع کو غنیمت سمجھ کر انصار کا اتحاد کی تلقین کی اور تفرقے سے خبر دار کیا پھر فرمایا: "یہ عمرؓ اور ابو عبیدہؓ بیٹھے ہیں، ان میں سے جس کی بیعت چاہو کر لو"۔ لیکن حضرت عمرؓ نے بلند آواز سے کہا: "ابو بکرؓ! اپنا ہاتھ بڑھایئے"۔ حضرت ابو بکرؓ نے ہاتھ بڑھایا اور بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔[6]

ابو بکرؓ کا نظام حکومت:

اسلام نے حکومت کا جو نظام تجویز کیا تھا، ابو بکرؓ کو مفتوحہ علاقے پر اسے پوری طرح قائم ورائج کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ عرق میں خالد بن ولیدؓ نے بلدیاتی نظم و نسق کا کام، خود وہاں کے باشندوں کے سپرد کر رکھا تھا۔ مسلمان صرف عام نگرانی اور سیاسی امور کی نگہداشت کرتے تھے۔ جنگی صورت حال کے پیشِ نظر ایک عبوری طرز حکومت اختیار کر لیا گیا اور بیشتر توجہ جنگی امور کی تکمیل پر دی گئی۔

شام کا حال بھی عراق سے مختلف نہ تھا۔ شورائی نظام حکومت یہاں کے باشندوں کے لئے اسلام کی طرح بالکل نئی چیز تھی۔ فتوحات اسلامیہ کے وقت یہاں مطلق العنانی کا دور دورہ تھا۔ شہنشاہ ملک کے سیاہ و سفید کا مالک تھا اور من مانی کرتا تھا۔ پادری اور راہب شہنشاہ کے لئے ایجنٹ کے طور پر کام کرتے تھے اور مطلق العنانی کو جائز ٹھہرانے کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملاتے تھے۔ اسلامی فتوحات کے موقع پر جب انہوں نے ایسے نظام کا مشاہدہ کیا جس کی بنیاد عدل و انصاف اور شوریٰ پر تھی اور جہاں اس شاہی کروفر اور رعب و دبدبہ کا نام و نشان تک نہ تھا جس کے دیکھنے کے وہ صدیوں سے عادی تھے، تو ان کے دل بے اختیار اسلام کی طرف مائل ہونا شروع ہوئے اور انہوں نے بڑی گرم جوشی سے مسلمانوں کا خیر مقدم کیا۔

---

[6] ہیکل، محمد حسین، حضرت ابو بکرؓ، ترجمہ: شیخ احمد پانی پتیؒ، ناشران و تاجران کتب المیزان، ۲۰۱۴، ص ۷۰

ابو بکرؓ کو قلیل مدت خلافت میں اتنی مہلت نہ مل سکی کہ وہ عرب اور دوسرے مفتوحہ علاقے میں اسلامی نظام حکومت کاملاً رائج کر سکتے۔ اس دورِ خلافت میں جو کام ہوا وہ ابتدائی نوعیت کا تھا۔ با قاعدہ محکموں کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا لیکن بعد میں آنے والے خلفاء کے عہد میں سلطنت نے جو منظم صورت اختیار کر لی تھی اور جس طرح با قاعدہ محکموں کا قیام عمل میں آ چکا تھا۔ بنیاد ابو بکر صدیقؓ کی خلافت تھی۔

ابو بکرؓ کی حکومت عسکری حکومت کہلانے کی زیادہ مستحق ہے اسلئے کہ وہ زمانہ حرب و پیکار کا تھا۔ خلافت کے بعد ابو بکرؓ کو سب سے پہلے مرتدین کا سامنا کرنا پڑا اور پہلا سال ان کی بغاوتوں کو کچلنے میں گزر گیا۔ ابھی مرتدین سے جنگوں کا سلسلہ جاری تھا کہ ایرانیوں سے جھڑپیں شروع ہوئیں۔ حضرت ابو بکرؓ کی توجہ عراق کی طرف منعطف ہو گئی۔ عراق میں کامل امن و امان نہ ہوا تھا کہ شام پر چڑھائی کا مسئلہ در پیش ہوا۔ اس صورت حال میں نظام حکومت وسیع بنیادوں پر قائم کرنا اور اس کی تفاصیل طے کرنا اور مشکلات کو ختم کرنا ناممکن تھا۔ لیکن ابو بکرؓ نے بہترین استخبارات کی بدولت اس ناممکن کو ممکن بنا دیا۔ اس وقت ابو بکرؓ کے سامنے دو بڑے مقاصد تھے اور انہی کی تکمیل میں وہ ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ اول مسلمانوں میں اتحاد پیدا کر کے انہیں دشمن کے مقابلے کے لئے تیار کرنا دوم دشمن پر فتح حاصل کر کے وسیع اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھنا۔

میدان جنگ میں جو مال غنیمت حاصل ہوتا تھا اس کا 4/5 حصہ جنگ میں حصہ لینے والوں کے درمیان تقسیم کر دیا جاتا اور پانچواں حصہ خلیفہ کی خدمت میں دار الحکومت ارسال کر دیا جاتا تھا جسے وہ بیت المال میں جمع کر دیتا تھا۔ خُمس کے ذریعے سے سلطنت کے معمولی مصارف پورے کئے جاتے تھے اور مدینہ کے مفلس اور محتاج لوگوں کی امداد کی جاتی تھی۔ ابو بکرؓ سے پہلے لوگ اپنے اپنے اسلحہ لے کر میدان جنگ میں جاتے تھے اور جو حضرات خود ان کا انتظام نہیں کر سکتے تھے تو ان کے اسلحہ چندہ کے ذریعے سے لیا جاتا تھا۔ لیکن حضرت ابو بکرؓ نے چندہ کی بجائے مختلف ذرائع سے جو آمدنی ہوتی تھی اس کا ایک حصہ اسلحہ اور دوسرے سامان جنگ کی خریداری کے لئے وقت کر دیتے

تھے۔ قرآن نے مال غنیمت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا جو حصہ مقرر کیا تھا اس کو بھی کام میں لاتے تھے۔ ابو بکرؓ کی خواہش ہوتی تھی کہ جونہی خمس مدینہ پہنچے اسے تقسیم کر دیا جائے۔[7]

ابو بکرؓ کا ایمان تھا کہ جس طرح انہیں ایک دن اپنے اعمال کا جوابدہ ہونا پڑے گا اسی طرح امور سلطنت کے انجام دہی کے سلسلے میں وہ بندوں کے سامنے بھی جوابدہ ہے۔ اللہ اور بندوں کے اسی جوابدہی کے ڈر سے وہ جب بھی کسی اہم کام میں ہاتھ ڈالتے اللہ کے احکام کو پیشِ نظر رکھتے اور لوگوں کے سامنے وہ معاملہ رکھ کر ان سے بھی مشورہ لیتے۔ اسی طرح جب کوئی معاملہ ان کے سامنے پیش کیا جاتا تو جب تک اس کے بارے میں خوب غور و فکر نہ کر لیتے اور اس کے نتائج و عواقب کو اچھی طرح جانچ نہ لیتے فیصلہ نہ فرماتے۔ مختصر یہ کہ ابو بکرؓ زندگی کے آخری سانس تک اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں مصروف رہے۔

عہدِ صدیقیؓ کے نظام استخبارات کے خدوخال

تاریخ اسلام کی تمام تر کتب میں عہدِ صدیقیؓ سے متعلق مذکورہ واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عہدِ صدیقیؓ کے نظام استخبارات کے خدوخال درج ذیل تھے:

استخباراتی نظام کے سربراہ:

حضرت ابو بکرؓ اپنے عہد کے نظام استخبارات کے سربراہ خود تھے۔ اگرچہ سلطنت بہت وسیع تھی اور ذرائع آمد و رفت تیز نہ تھے پھر بھی آپ اپنی مملکت کے گوشے گوشے کی پل پل کی خبر سے آگاہ رہتے تھے۔ یہاں تک کہ میدانِ جنگ کی ساری صورتحال یعنی دشمن کی تعداد، ساز و سامان، میدانِ جنگ میں ان کا مقام پڑاؤ، مسلم لشکر کی تعداد، ساز و سامان اور میدان میں ہر صحابیؓ کی کارکردگی سے واقف اور باخبر ہوتے تھے۔

---

[7] نفس مصدر

آپ ﷺ کی رحلت کے بعد مختلف قسم کے فتنوں نے جنم لیا جن میں سے ایک فتنہ انکار زکوٰۃ کا بھی تھا اور اس میں درجہ ذیل قبائل مبتلا تھے۔ قبیلہ عبس، ذبیان، بنو کنانہ، غطفان اور فزارہ جو مدینہ کے گرد و نواح میں آباد تھے۔ ان قبیلوں کے سرداروں نے اپنے وفود مدینہ روانہ کئے جنہوں نے وہاں پہنچ کر حضرت ابو بکرؓ کو پیغام بھیجا کہ وہ نماز ادا کرنے کے لئے تیار ہیں البتہ انہیں زکوٰۃ سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔ لیکن حضرت ابو بکرؓ نے انکار کر کے جواب دیا کہ اگر انہوں نے زکوٰۃ کی ایک رسی بھی ادا کرنے سے انکار کیا تو میں اسی رسی کی خاطر بھی ان سے جنگ کروں گا۔

اس جواب سے قبائل کے تیور بدل گئے اور مسلمانوں کا نظر غائر سے مطالعہ کر کے، مدینہ پر چڑھائی کرنے کے لئے آپس میں مطمئن ہوئے کہ ان دِنوں اہل مدینہ بہت کمزور ہیں کیونکہ خلیفہ وقت نے اپنی فوج کو اُسامہؓ کی امارت میں شام پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا اور شہر میں بہت ہی تھوڑی تعداد میں لڑائی کے قابل افراد باقی رہ گئے تھے۔ لیکن مدینہ کے ارد گرد پھیلے ہوئے جاسوسوں نے منکرین زکوٰۃ کے ارادوں سے حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کو مطلع کر دیا انہوں نے ابو بکرؓ کے پاس خبر بھیجی۔ ابو بکرؓ نے فوراً سراغ رساں افراد کے ذریعے ملی ہوئی اطلاع کے پیش نظر دشمن کے مقابلے کی پالیسی بنائی کہ تمام مضبوط حضرات شہر کے تمام ناکوں کی حفاظت کریں اور خود کمانڈر بن کر اندرون شہر ناکوں پر گشت کر کے دشمن کو شکست دے دوچار کیا۔[8]

جنگ یرموک میں دشمن پر لشکر کشی اور غلبہ پانے کے لئے پالیسی دربار خلافت سے آئی بایں طور کہ مسلمان مختلف حصوں میں تقسیم ہو کر مختلف علاقوں سے دشمن پر حملہ آور ہو جائے لیکن جونہی دربار خلافت کو اپنے خبر رساں افراد کے ذریعے دشمن کی کثرت کا پتہ چلا تو فوراً دربار خلافت سے جنگ لڑنے کے لئے نئی پالیس آئی کہ سارے مسلمان اکٹھے ہو کر میدانِ یرموک میں حضرت خالد بن ولید کی امارت پر حملہ کریں۔

حضرت ابو بکرؓ کو جو خبر Internal Security اور External Security کے سربراہان سے موصول ہوتی

---

[8] نفس مصدر

تھی اس کی روشنی میں فوری نوعیت کے فیصلے خود فرمایا کرتے تھے اور اپنے عمال و فیلڈ کمانڈروں کو ہدایات فرمایا کرتے تھے۔ دیگر معاملات میں آپ حضرات Think Tank یعنی مجلس شوریٰ کو پیش کرتے اور ان پر بحث و مباحثہ کے بعد احکامات جاری فرماتے۔

Internal Wing یا اندرونی شعبے کا سربراہ:

عہدِ صدیقیؓ کے اس شعبے یعنی Internal Security Wing کے سربراہ حضرت ولید بن عقبہؓ تھے جو دربارِ خلافت میں مسلم لشکر اور اس کے امراء کے حالات بیان کرتے۔ غلطی کی صورت میں آپؓ کی گرفت سے کوئی بڑی سے بڑی شخصیت بچ نہیں سکتی تھی، دربارِ خلافت کی اجازت کے بغیر عکرمہؓ کو مسلیمہ کذاب پر حملہ کر کے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ باخبر ہونے پر امیر المؤمنین نے ان کا مدینہ آنے پر بطور سزا، ان پر پابندی لگادی اور حضرت عرفجہؓ کے ساتھ مل کر اہل عمان اور مہرہ کے خلاف جنگ لڑنے کی تاکید کی گئی۔[9]

External Wing یا بیرونی شعبے کا سربراہ:

عہدِ صدیقیؓ کے اس شعبے یعنی External Security Wing کے فرائض و خدمات مختلف اوقات میں مختلف افراد سر انجام دیتے رہے، جس کی بدولت مسلمان ہر میدان میں کامیابی سے روشناس ہوئے، صفر ۱۲ھ کو مذار میں خالد بن ولیدؓ کی ہرمز سے مڈ بھیڑ کے لئے آمد ہوئی۔ ہرمز نے اردشیر اور شبری سے خالد بن ولیدؓ کے خلاف مدد طلب کی، انہوں نے ہرمز کی مدد کے لئے قارن بھیجا۔ مراز پہنچنے سے قبل قارن کو شکست کی اطلاع ملی لیکن قارن نے ہمت نہ ہوری اور ایک مرتبہ پھر سب کو (مرتدوں) کو اپنے جھنڈے تلے جمع کرنے کی کوشش کی مگر مضبوط External Security Wing کی بدولت مثنیٰ نے ساری صورتحال سے مسلم سپہ سالار کو باخبر کیا۔ یوں دشمن کو دوبارہ شکست

[9] طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، ترجمہ: سید محمد ابراہیم، ناشر دار الاشاعت اُردو بازار کراچی، ج۲، ص ۵۴۰

کا سامنا کرنا پڑا۔[10]

عہدِ صدیقیؓ کا ملٹری انٹیلی جنس ونگ Military Intelligence Wing:

تقریباً تمام کتب تواریخ کے مطابق ہر محاذ جنگ پر مامور امیر لشکر کے فوجی استخباراتی شعبے کا سربراہو تا تھا جس نے مزید الگ دستے خبروں کے حصول کے لئے بنائے جو طلایہ گرد کہلاتے تھے۔ مختلف محاذوں پر مامور استخباراتی شعبوں کے سربراہان کا تعارف درج ذیل ہے:

1۔ بزاخرور بسطاح میں استخباراتی نظام کے سربارہ حضرت خالد بن ولیدؓ تھے۔

2۔ یمامہ میں استخباراتی نظام کے سربراہ حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل تھے۔

3۔ یمن و حضر موت میں استخباراتی نظام کے سربارہ حضرت مہاجر بن اُمیہؓ تھے۔

4۔ عرب و شام کی سرحد پر استخباراتی نظام کے سربراہ حضرت عمرو بن العاصؓ تھے۔

5۔ حدود شام میں استخباراتی نظام کے سربراہ حضرت خالد بن سعیدؓ بن العاص تھے۔[11]

تھنک ٹینک (مجلس شوریٰ) اور استخبارات:

اسلام میں خلافت یا جمہوری حکومت کی بنیاد سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے رکھی۔ چنانچہ خود ان کا انتخاب جمہوری تھا اور عملاً جس قدر بڑے بڑے کام سرانجام دیئے سب میں کبار صحابہؓ رائے و مشورہ کی حیثیت سے شریک تھے۔ تھنک ٹینک کے قیام کے دو مقاصد تھے۔ دیگر امور پر مشاورت کے علاوہ استخباراتی عمل کے ذریعے سے حاصل ہونے والی چیزوں کا جائزہ لے کر، مستقبل کی حکمت عملی بنائی جاتی تھی اس لئے خلیفہ وقت نے کبار صحابہؓ کو مدینہ میں

---

[10] نفس مصدر

[11] عشرہ مبشرہ، ناشر البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انصتی ٹیوٹ پوسٹ CDF نزد جمال پور ریلوے کراسنگ انوپ شہر علی گڑھ

رہنے کا حکم دیا تھا تا کہ ان کے تدبّر اور مشوروں سے فائدہ اُٹھا کر مرکزی قیادت کو مطلع فرمائیں۔ جب شام پر لشکر کشی کا خیال آیا تو خلیفہ وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس فیصلے کے لئے شوریٰ طلب کی جس میں حضرت عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، زبیرؓ، عبد الرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن و قاصؓ، ابو عبیدہ بن الجراحؓ، معاذ بن جبلؓ اور تمام اکابر صحابہؓ اور نامور مہاجرین و انصارؓ شریک تھے۔[12]

عہدِ صدیقیؓ کی انٹیلی جنس کی تفصیلات:

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مسند آرائے خلافت ہوتے ہی سامنے صعوبات، مشکلات اور خطرات کا ایک پہاڑ نظر آنے لگا۔ ایک طرف جھوٹے مدعیان نبوت اُٹھ کھڑے ہوئے تھے، دوسری طرف مرتدین اسلام کی ایک جماعت علم بغاوت بلند کئے ہوئے تھی۔ حالات پر قابو پانے کے لئے خلیفہ وقت نے انٹیلی جنس کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اس ادارہ کے اراکین ہر محکمہ میں موجود تھے اور ہر شعبہ کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے امیر المؤمنین کو آگاہ کرتے یہاں تک کہ ملک کے دور دراز علاقوں کی خبریں خواہ اپنے ہوں یا پرائے بر سرِ پیکار ہوں یا امن و امان ہو، غرض ہر روز کی خبریں پہنچتی رہتی تھیں۔ مثال کے طور پر یمامہ کی جنگ میں مجاعہ حنفی نے جو مسلیمہ کذاب کا سپہ سالار تھا، حضرت خالد بن ولیدؓ کو دھوکہ دے کر مسلیمہ قوم کو مسلمانوں کے پنجہ اقتدار سے بچا لیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس غداری پر اسے سزا دینے کی بجائے اس کی لڑکی کی نکاح کر لیا۔ استخباراتی نظام کی بدولت دربار خلافت کو فوراً اطلاع پہنچی، مطلع ہونے پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی اس مسامحت پر سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے لکھ دیا: "اے خالدؓ! بڑے افسوس کی بات ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اب تم کو کوئی کام ہی نہیں رہا کہ تم عورتوں سے نکاح کے رہ گئے ہو۔ حالانکہ بارہ سو مسلمانوں کا خون تمہارے صحن میں اب تک تازہ ہے جو خشک نہیں ہوا ہے"۔[13]

---

[12] ہیکل، محمد حسین، حضرت ابو بکرؓ، ترجمہ: شیخ احمد پانی پتیؒ، ناشران و تاجران کتب المیزان، ۲۰۱۴

[13] طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، ترجمہ: سید محمد ابراہیم، ناشر دار الاشاعت اُردو بازار کراچی

عہدِ صدیقیؓ کا فوجی نظام استخبارات:

عہدِ نبوت میں کوئی باضابطہ فوجی نظام نہ تھا بلکہ جب ضرورت پیش آتی تو صحابہؓ خود ہی شوق سے علم جہاد کے نیچے جمع ہو جاتے تھے۔ آپ ﷺ کی لڑائیوں سے جو اصول اخذ کئے جاسکتے ہیں ان سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ وہ یہ کہ جس مناسبت سے ملک کی فوج کم ہو اس کی فوجی استخبارات اسی مناسبت سے محکم و برتر ہونی چاہیئے ئ تاکہ دشمن ناگہانیت کا حربہ استعمال نہ کرسکے۔

حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں یہی صورتحال باقی رہی کیونکہ موصوف کی فوجی تربیت خود حضور اقدس ﷺ کے ہاتھوں ہوئی تھی لیکن انہوں نے اس پر اس قدر اضافہ کیا کہ کوئی فوج کسی مہم پر روانہ ہوتی تو اس کو مختلف دستوں میں تقسیم کرکے الگ الگ افسر مقرر فرمادیتے۔ چنانچہ شام کی طرف جو فوج روانہ ہوئی اس میں اسی طریقہ کار پر عمل کیا گیا تھا یعنی قومی حیثیت سے تمام قبائل کے افسر اور ان کے جھنڈے الگ الگ تھے۔ امیر الامراء کمانڈر انچیف کا نیا عہدہ بھی خلیفہ اول کی ایجاد ہے اور سب سے پہلے حضرت خالد بن ولیدؓ اس عہدہ پر مامور ہوئے۔

عہدِ صدیقیؓ کی جنگوں سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ شہر مدینہ مسلمانوں کا جنگی ہیڈ کوارٹر بن چکا تھا اور فوجوں کی نقل و حرکت کے متعلق تمام احکام یہیں سے صادر ہوتے تھے۔ مضبوط طلایہ گرد جماعتوں کی وجہ سے دور دراز علاقوں میں بر سرِ پیکار مجاہد مختار کل نہیں ہوتا بلکہ جنگی ہیڈ کوارٹر کے فیصلوں کا پابند ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر خالد بن ولیدؓ جب اسد، غطفان اور اس علاقے میں بسنے والے دیگر قبائل کی سرکوبی سے فارغ ہوگئے اور ان تمام قبائل نے اسلام قبول کرکے مدینہ منورہ تسلیم کیا چونکہ ان قبائل سے اب کوئی خطرہ باقی نہیں تھا لہٰذا ابطاح کی طرف لڑنے کی غرض سے جانے کا ارادہ کیا۔

جب انصار کو آپ کے اس ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے کچھ تردد کا اظہار کرتے ہوئے کہا (خلیفۃ المسلمین نے ہمیں بنی تمیم کی طرف جانے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ جب ہم طلیحہ کی سرکوبی سے فارغ ہو جائیں

اور اس علاقے کے لوگوں کو اپنا مطیع کر لیں تو دوسرا حکم آنے تک یہیں مقیم رہیں۔[14]

حضرت ابو بکرؓ نے جب دیکھا کہ مرتدوں کا پلہ بھاری ہے تو صف بندی کے بعد فوج کی کمان اور استخبارات کا نظام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور حضرت اسامہؓ کو اپنا نائب مقرر کر کے محاذ القصہ کی طرف روانہ ہوئے مگر مسلمانوں نے ان کو اس ارادے سے روکا اور کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کو خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتے ہیں کہ آپ خود اس مہم پر نا جائیں کیونکہ خدانخواستہ اگر آپ شہید ہو گئے تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اس سے آپ کا مدینہ میں قیام کرنا دشمن کے حق میں مضر ہے۔ آپ کسی اور کو اس کام کے لئے بھیج دیں تا کہ اگر وہ شہید ہو جائے تو آپ دوسرے کو اس کی جگہ مقرر کر سکیں گے۔ ابو بکرؓ نے کہا میں اس بات کو ہر گز نہیں مانتا میں خود اپنی ذات سے اس فتنے کے انسداد میں تمہارے ساتھ شرکت کروں گا۔[15]

حضرت ابو بکرؓ نے ذی القصہ میں قیام فرمایا۔ وہاں انہوں نے گیارہ علم تیار کئے اور لشکر کو گیارہ حصوں میں تقسیم کر کے ہر حصے پر ایک امیر مقرر کیا۔ ان علموں میں سے تیسرا علم شرجیل بن حسنہؓ کے سپرد کر کے حکم دیا کہ وہ پہلے مسلیمہ کے خلاف عکرمہؓ کی مدد کریں اور یہاں سے فراغت حاصل ہونے کے بعد عمرو بن العاصؓ کی امداد کے لئے قضاعہ کی جانب روانہ ہو جائے۔ چوتھا جھنڈا مہاجر ابی امیہ مخزومی کے حوالہ کر کے حکم دیا گیا کہ وہ یمن جا کر اسود عنسی کے لشکر اور عمرو بن معد یکرب زبیدی، قیس بن کشوح مرادی اور ان کے مدد گاروں سے جنگ کریں یہاں سے فراغت کے بعد کندہ اور حضر موت جا کر اشعث بن قیس اور اس کے مرتد ساتھیوں سے لڑیں۔[16]

مذکورہ احکامات کے پیشِ نظر معلوم ہوتا ہے کہ اس باریک بینی سے وہی سربراہ مملکت مستقبل کے واقعات کی پیش بینی کر سکتا ہے جس نے جنگ کے منصوبے اپنے علم اور مکمل طور پر درست معلومات کی بناء پر بنائے ہوں جو اپنی افواج کی

---

[14] ہیکل، محمد حسین، حضرت ابو بکرؓ، ترجمہ: شیخ احمد پانی پتیؒ، ناشران و تاجران کتب المیزان، ۲۰۱۴

[15] طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، ترجمہ: سید محمد ابراہیم، ناشر دار الاشاعت اُردو بازار کراچی

[16] ہیکل، محمد حسین، حضرت ابو بکرؓ، ترجمہ: شیخ احمد پانی پتیؒ، ناشران و تاجران کتب المیزان، ۲۰۱۴

کارکردگی اور استخباراتی نظام کے معیار اور دشمن کی عسکری خصوصیات کو کماحقہ سمجھتا ہو اور جس نے اپنی اس سمجھ بوجھ کو منصوبہ بنانے کے دوران پیشِ نظر رکھا تو سرخرو ہو کر ان کے قدم ترقی کی منازل چومے گی۔ اور یہ سب کچھ مربوط استخباراتی نظام کے بغیر ناممکن ہے۔

عہدِ صدیقیؓ کی Quick Response Force:

کتب تواریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لمحہ کے لئے امیر المؤمنین دشمن سے غافل نہیں ہوئے یہاں تک آیا ہے کہ دورانِ خلافت حج کے لئے بھی نہیں جاتے تھے بلکہ عمر فاروقؓ یا عثمانؓ کو بھیجتے تھے۔ الغرض جنگی ہنڈ کوارٹر میں ہر وقت مسلح دستے تیار رہتے کہ استخبارات سے ملی ہوئی خبر کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لئے بھیجے جاتے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سامانِ جنگ کی فراہمی کا انتظام بھی فرمایا تھا ایں طور پر کہ مختلف ذرائع سے جو آمدنی حاصل ہوتی تھی اس کا ایک معقول حصہ سامان باربرداری اور اسلحہ کی خریداری پر صرف فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ قرآن پاک نے مالِ غنیمت میں خدا، رسول اللہ ﷺ اور ذی القربیٰ کے جو حصے دیئے تھے ان کو فوجی مصارف کے لئے مقرر کر دیا تھا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی ضروری مصارف کے بعد اس کو اسی کام میں لگاتے تھے۔[17]

اونٹ اور گھوڑوں کی پرورش کے لئے مقام بقیع میں ایک مخصوص چراگاہ تیار کرائی جس میں ہزاروں جانور پرورش پاتے تھے۔ مقام زبرہ میں بھی ایک چراگاہ تھی جس میں صدقہ اور زکوٰۃ کے جانور چرتے تھے۔[18]

فیلڈ کمانڈروں اور عمال سے رابطے کا طریقہ کار:

تین طریقوں سے خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ فیلڈ کمانڈروں اور عمال سے رابطے میں ہوتے تھے:

---

[17] عشرہ مبشرہ، ناشر البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انصتی ٹیوٹ پوسٹ CDF نزد جمال پور ریلوے کراسنگ انوپ شہر علی گڑھ

[18] علاؤالدین علی بن حسام الدین، کنز الاعمال فی سنن الاقوال والافعال، مؤسسۃ الرسالہ، ۱۹۸۱ء

1۔ فوجی چھاؤنی کے ذریعے:

خلیفہ اول نے مدینہ سے قریب ایک فوجی چھاؤنی قائم کی مجاہدین اسلام فوجی مہموں میں جانے سے قبل یہیں جمع ہوتے، خلیفۂ اول فوجی مراکز کے معائنہ کے لئے خود جاتے، جوش جہاد پیدا کرتے، اخلاق و کردار کی بلندی و پاکیزگی کے لئے مؤثر نصیحتیں فرماتے۔ جب فوج روانہ ہوتی تو آپ اس کو مفصل احکام و ہدایات دیتے تھے۔ جہاد کا مقصد، اہمیت و ضرورت، خلوص وللّٰہیت، اجر خداوندی اور اخروی، دنیا اور اس کی بے ثباتی پر مؤثر انداز سے روشنی ڈالتے تھے اور ساتھ ہی ایسے جنگی احکام یعنی انٹیلی جنس کے طریقے بتادیتے تھے جن سے آپ کی فن حرب میں مہارت، حسن تدبر، بیدار مغزی اور دشمن اور اسکے ملک سے کمال واقفیت کا ثبوت ملتا تھا۔[19]

2۔ لشکر کے پیچھے قاصد بھیجنا:

حضرت ابو بکر صدیقؓ روانہ کئے ہوئے لشکروں کے حالات کا اندازہ قاصدوں کے ذریعے بھی معلوم کرتے اور ضرورت کی صوورت میں مزید مسلح فوج کو امداد کے لئے روانہ فرماتے اور کبھی کبھار ایک طرف بھیجی ہوئی فوج کو دوسری طرف دوسری طرف بر سرِپیکار مسلمانوں کی امداد کے لئے روانہ کرنے کا حکم جاری فرماتے کہ فلاں جگہ میں لڑنے کی بجائے فلاں جگہ پر بر سرِپیکار مسلمانوں کی امداد کریں۔

3۔ ایڈوانس پارٹی بھیجنا:

بسا اوقات حضرت ابو بکر صدیقؓ ایک مشن پر فوج کی روانگی سے پہلے مقام مرام کو مخبر بھیجتے تاکہ علاقے کے حال احوال ان کے حوالے کر دیئے جاتے۔[20]

---

[19] طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، ترجمہ: سید محمد ابراہیم، ناشر دار الاشاعت اُردو بازار کراچی

[20] ہیکل، محمد حسین، حضرت ابو بکرؓ، ترجمہ: شیخ احمد پانی پتیؒ، ناشران و تاجران کتب المیزان، ۲۰۱۴،

عہدِ صدیقی کی جنگوں اور بغاوتوں میں استخبارات کا کردار

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ڈھائی سال تک حکومت کی۔ ہر قسم کی مشکلات، صعوبات اور خطرات سے ان کا سامنا رہا۔ اس عرصہ میں چار قسم کے فتنوں پر حضرت ابو بکر صدیقؓ غالب آ گئے۔ ایک طرف جھوٹے مدعیان نبوت اُٹھ کھڑے ہوئے تھے، دوسری طرف مرتدین اسلام کی ایک جماعت نے علم بغاوت بلند کیا ہوا تھا۔ منکرینِ زکوٰۃ نے علیحدہ شورش برپا کر رکھی تھی، ان دشواریوں کے ساتھ ساتھ جزیرۃ العرب کی سرحدات پر روم اور ایران نے مسائل پیدا کئے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے اس استخباراتی نظام کے ذریعے ان مسائل کا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بغیر ریڈیو، ٹی وی اور ہوائی جہاز کے حالات معلوم کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی خلفشار کو استخبارات کے ذریعے کنٹرول کر رہے تھے۔

1۔ عہدِ صدیقیؓ میں سرحدی شورشیں اور جنگوں کا دائرہ کار:

ایک طرف مدینہ میں حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی جا رہی تھی دوسری طرف قبائل میں محمد رسول اللہ ﷺ کی پردہ پوش ہونے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل رہی تھی۔ جونہی حادثے کی شہرت ہوئی عربوں نے فوراً حکومت مدینہ کا پھندہ گلے سے اُتارنے اور بعثت نبوی ﷺ سے قبل کی بدویانہ و غیر ذمہ دارانہ زندگی گزارنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔

آناً فاناً وہ قبائل جو مدینہ سے دوری پر تھے ان میں اکثر نے ارتداد قبول کر لیا تھا اور اکثر نے حسبِ ذیل مدعیان نبوت کی پیروی اختیار کر لی تھی:

☆ طلیحہ جس نے بنی اسد میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

☆ سجاح جس نے بنی تمیم میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

☆ مسلیمہ جس نے یمامہ میں علم بغاوت بلند کیا تھا۔

☆ ذوالتاج القلیط بن مالک جو عمان میں شورش برپا کرنے کا ذمہ دار تھا۔

☆ یمن میں اسود عنسی نے اپنے حامیوں کی بھاری تعداد جمع کر لی تھی۔

وہ عربی قبائل جو مدینہ کے قرب وجوار میں آباد تھے جن کے نام حسبِ ذیل ہیں: عبس، ذبیان، کنانہ، غطفان اور فزارہ نے عہدِ صدیقیؓ کے محصلین کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا جب کہ وہ اسلام کے دوسرے تمام احکامات پر سختی کے ساتھ کاربند تھے۔ زکوٰۃ کو یہ لوگ جزیہ سمجھتے تھے جو ان پر حکومت نے عائد کر دیا تھا۔

مکہ و مدینہ کے ارد گرد کے علاقے تو ایرانیوں اور رومیوں کے دست وبرد سے محفوظ تھے لیکن عرب کا شمالی حصہ جو شام سے متصل تھا اور جنوبی علاقہ جو ایران سے ملا ہوا تھا۔ ان دونوں عظیم الشان سلطنتوں کے زیرِ اثر تھا۔ حتیٰ کہ یہاں کے سردار براہ راست رومیوں اور ایرانیوں کے تابع تھے۔ ان دو عظیم سلطنتوں نے اپنی دیرینہ مخاصمتوں اور مناقشوں کو فراموش کر کے عسکری سیلاب کا رُخ مدینہ کی پھیر دینا چاہا اور عرب کے شمال و مشرقی سرحدوں پر چھیڑ چھاڑ بھی شروع کر دی۔ اس طرح اسلامی حکومت کے لئے ہر طرف سے اندیشہ شدت اختیار کر گیا۔[21]

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عنان حکومت ایسی خوبی سے ہاتھ میں رکھی ہوئی تھی کہ نہ فتنوں کی سرکوبی سے غافل تھے اور نہ جنگ میں اپنوں اور پرایوں کے حالات سے۔ اور یہ مضبوط استخباراتی نظام کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتا۔ آپ کے فیلڈ کمانڈر اتنے مستعد ہوتے کہ دورانِ جنگ دشمن کے حالات سے خود باخبر ہوتے اور آپؓ کو بھی باخبر فرماتے۔

عہدِ صدیقیؓ کی افواج کا کردار:

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد میں فوج کی بھرتی، ترتیب کا کوئی باقاعدہ شعبہ قائم نہ تھا۔ بوقتِ ضرورت مجاہدین اسلام دعوتِ جہاد پر مجتمع ہو جاتے اور ان کو سپہ سالاروں کی قیادت میں دشمن سے نبرد آزما ہونے کے لئے مختلف مقامات پر

[21] السیوطی، عبد الرحمٰن بن ابی بکر، الحافظ، جلال الدین، تاریخ الخلفاء، ناشر نفیس اکیڈمی

بھیج دیا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ذرائع خبر رسانی بہت کم تھے۔ اونٹوں اور گھوڑوں کے سوا کسی تیز رفتار سواری کا وجود نہ تھا۔ رسد کا یہ عالم تھا کہ فوجیں تھوڑے سے توشے پر قناعت کرتی تھیں۔ پیاس بجھانے کے لئے اونٹوں کو ذبح کر کے معدہ کا پانی بارہا کام میں لایا جاتا تھا۔

خلیفہ اول نے مدینہ سے قریب ایک فوجی چھاؤنی قائم کی مجاہدین اسلام فوجی مہموں میں جانے سے قبل یہیں جمع ہوتے، خلیفۂ اول فوجی مراکز کے معائنہ کے لئے خود جاتے، جوش جہاد پیدا کرتے، اخلاق و کردار کی بلندی و پاکیزگی کے لئے مؤثر نصیحتیں فرماتے۔

"تم ایک ایسی قوم کو پاؤ گے جنہوں نے اپنے آپ کو خدا کی محبت کے لئے وقف کر دیا ہے۔ ان کو چھوڑ دینا میں تم کو دس نصیحتیں کرتا ہوں۔ کسی عورت، بچے اور بوڑھے کو قتل نہ کرنا، پھلدار درخت کو نہ کاٹنا، کسی آباد جگہ کو ویران نہ کرنا، بکری اور اونٹ کو کھانے کے سوا بے کار ذبح نہ کرنا، نخلستان نہ جلانا، مالِ غنیمت میں غبن نہ کرنا اور بزدل نہ ہو جانا۔

اُخروی دورِ خلافت میں جب روم کی جنگی قوت سے مسلمان فوج کا سامنا ہوا تو فوج کے علیحدہ علیحدہ دستوں کے امیر الگ الگ مقرر کئے گئے اور ان کے باہم نظم کے لئے حضرت خالد بن ولیدؓ کو عراق کی مہم سے شام طلب کر کے سارے فوجی دستوں کا کمانڈر انچیف بنا دیا گیا جن کی قیادت میں یرموک کا عظیم معرکہ ہوا۔

جب فوج روانہ ہوتی تو آپ اس کو مفصل احکام وہدایات دیتے تھے۔ جہاد کا مقصد، اہمیت و ضرورت، خلوص وللّٰہیت، اجر خداوندی اور اخروی، دنیا اور اس کی بے ثباتی پر مؤثر انداز سے روشنی ڈالتے تھے اور ساتھ ہی ایسے جنگی احکام بتا دیتے تھے جن سے آپ کی فن حرب میں مہارت، حسن تدبر، بیدار مغزی اور دشمن اور اسکے ملک سے کمال واقفیت کا ثبوت ملتا تھا۔ عہدِ صدیقیؓ میں فوج کے کردار کو بہتر سے بہتر بنانے کی بہت کوشش کی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ فوج کردار کے اس درجے پر پہنچ گئی کہ دشمن بھی معترف ہوئے۔ قبلاء نامی شخص نے ایک عربی کو بلایا جس کا نام ابن ہزارف تھا۔ قبلاء نامی شخص نے اس سے کہا، کہ تم ان مسلمانوں کے لشکر میں جا کر ان کے حالات معلوم کرو۔ ایک

رات اور ایک دن مسلمانوں کے پاس مقیم رہا عربی وضع قطع ہونے کی وجہ سے کسی نے اس کو اجنبی نہ سمجھا۔

واپسی پر جاسوس نے قبلاء نامی شخص کو بتایا کہ مسلمان رات کو راہب اور دن کو شہسوار ہیں۔ ان کے انصاف کا یہ حال ہے کہ اگر ان کے بادشاہ کا فرزند بھی چوری کرے تو وہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے ہیں اور اگر زنا کا مرتکب ہو تو اس کو سنگسار کرتے ہیں۔ قبلاء نے سن کر کہا کہ اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو سطح زمین پر ان سے مقابلہ کرنے کی بجائے میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ زمین کے اندر سما جاؤں، اے کاش! خدا مجھ پر اتنا کرم فرمائے کہ مجھے ان سے چھٹکارا دلا دے نہ میں ان پر فتح پاؤں اور نہ وہ مجھ پر۔[22]

جنگ اجنادین میں استخبارات کا کردار:

جنگ اجنادین میں مسلمانوں نے اپنی طلایہ گرد جماعتوں کے ذریعے دشمن کے حالات معلوم کئے اور فتح حاصل کی۔ اس ضمن میں واقدیؒ بیان کرتے ہیں کہ خالدؓ اس جنگ میں بر سر پیکار ہونے سے پہلے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "بہادران اسلام! تم میں کون شخص ہے جو رومیوں کے پاس جا کر حالات معلوم کرے ان کی تعداد، چال ڈھال اور ساز و سامان کی ہمیں اطلاع دے"۔

حضرت ضرار بن ازورؓ نے کہا اس کام کے لئے میں تیار ہوں۔ آپؓ نے فرمایا: واللہ! اس کام کے لئے آپ ہی مناسب ہیں لیکن دشمن کے پاس پہنچ کر احتیاط کرنا۔

دروان جو رومی لشکر کا سپہ سالار تھا، کو لشکر میں موجود ایک سپاہی نے کہا کہ آپ ہرگز مسلمانوں کو شکست سے دوچار نہیں کر سکتے جب آپ ان کے سردار خالد بن ولیدؓ کو العیاذ باللہ قتل نہ کریں اور ان تک پہنچنا بغیر کسی حیلہ، تدبیر اور مکر کے ناممکن ہے۔ دروان نے کہا کیا تدبیر کریں گے؟ یہ آدمی بولا کہ ایک تدبیر ہے کہ تم خالد بن ولیدؓ کو مذاکرات کے لئے بلاؤ، جس وقت آپ دونوں مذاکرت کے لئے کسی جگہ میں تنہا ہو جائیں تو جلدی کر کے مسلمانوں کے سپہ

---

[22] طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، ترجمہ: سید محمد ابراہیم، ناشر دار الاشاعت اُردو بازار کراچی

سالار کے گلے کو دبانا اور پہلے سے اس کام کے لئے بٹھائے ہوئے بندوں کو آواز دے کر العیاذ باللہ ان کا کام تمام کر دینا۔

دروان نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو مذاکرات پر آمادہ کرنے کے لئے داؤد نصرانی کو بھیجا۔ قاصد نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو مذاکرات پر آمادہ کرنے کے لئے سارے تیز آزمائے۔ اور سپہ سالار غور سے سن رہا تھا۔ سننے کے بعد دیر تک غور و فکر کرتے رہے اور کہنے لگے واللہ مکر و فریب اور تدابیر اختیار کرنا ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ شاید ہی اس فن میں کوئی ہمارے برابر ہو۔ اور مذاکرات کے لئے راضی ہوئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے استخباراتی نظام کو بروئے کار لاکر دشمن کے دس بندے جو گھات میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے قتل کے لئے بیٹھے تھے پہلے سے حضرت ضرارؓ بمع ان کی جماعت نے ختم کر دیئے اور اس طرح دروان کا بنی ہوئی تدبیر خاک میں مل گی۔ حضرت ضرارؓ کے دستے نے دروان کو بھی قتل کر دیا اور یوں رومیوں کے حوصلے پست ہوئے اور مسلمانوں نے سراغ رساں افراد کی بدولت جنگ جیت لی۔[23]

جنگ تبوک:

استخبارات کا کردار تمام جنگی معرکوں میں مسلم ہے اور ایک منظم انٹیلی جنس سسٹم کے بغیر کوئی جنگ نہیں جیتی جا سکتی۔ اسی وجہ سے ہر جنگ سے پہلے ایک منظم پالیسی بنائی جاتی تھی۔ واقدی فرماتے ہیں کہ حضرت یزید بن ابی سفیان رومی لشکر سے تین روز قبل اپنی فوج کے ہمراہ مقام تبوک پر پہنچ چکے تھے۔ چوتھے روز اصحاب رسول ﷺ کا ارادہ تھا کہ دور سے رومیوں کو آتے ہوئے دیکھا۔ فوراً یزید بن ابی سفیان نے استخباراتی پالیسی کو عمل میں لاکر لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک ہزار فوج ساتھ لے کر مقابلہ کے لئے دشمن کے سامنے ہوئے اور ایک ہزار لشکر ربیعہ بن عامر کی سرگردگی میں دے کر ایک کمین گاہ میں چھپا دیا۔ لڑائی کے لئے صفیں مرتب کیں۔ گھمسان کی لڑائی شروع

---

[23] الواقدی، محمد بن عمر واقدی، فتوح الشام، مترجم: حکیم شبیر احمد انصاری، ناشر المیزان، تاجران کتب لاہور

ہوئی۔ رومی اپنی کثرت کی وجہ سے غالب آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ ہم غالب آ گئے۔ اچانک کمین گاہ میں بیٹھے ہوئے صحابہؓ نے ربیعہ بن عامر کی سرکردگی میں حملہ کر دیا۔ رومیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ اس جنگ میں انٹیلی جنس سسٹم کی بدولت دو ہزار رومیوں کو تہہ تیغ کر دیا اور ایک سو بیس مسلمان شہید ہوئے۔[24]

جنگ ولجہ:

جنگ مزار کی شکست کے بعد ایرانیوں نے کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر ان عرب قبائل کو ساتھ ملانا چاہا جو دریائے دجلہ اور فرات کے درمیانی علاقے میں عراق کی سرحدوں پر آباد تھے۔ان میں اکثر قبائل عیسائی تھے جنہیں ایرانی سر توڑ کوششوں کے باوجود مجوسی مذہب قبول کرنے پر آمادہ نہ کر سکے تھے۔ مسلمان جب ان کی سرزمین پر وارد ہوئے تو انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن مدت دراز تک ایرانیوں کی عمل داری میں رہنے کے باعث وہ ان کے احکام سے سرتابی کی جرأت نہ کر سکے۔ عراق میں عیسائیوں کا ایک بہت بڑا قبیلہ بکر بن وائل تھا۔ کسریٰ اردشیر نے انہیں طلب کیا اور ان کی فوج مرتب کر کے مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے ولجہ کی جانب روانہ کر دیا اس کے ساتھ ساتھ اپنے ایک بہت بڑے سپہ سالار بہمن جاذویہ کو بھی ایک بھاری لشکر کے ہمراہ ان کے پیچھے روانہ کر دیا۔ حیرہ اور ولجہ کے درمیان بسنے والے دوسرے عرب قبائل اور کاشت کاروں کو ساتھ ملایا اور یوں عربوں کا ایک عظیم الشان لشکر جس کی کمان ایرانیوں کے ہاتھ میں تھی اپنے اہل وطن سے لڑنے کے لئے روانہ ہو گیا۔

مسلمانوں کو اپنے سراغ رساں افراد کے ذریعے پتہ چلا کہ ایرانیوں نے عربوں کو ساتھ ملا کر مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے مقام ولجہ کی جانب پیش قدمی کی ہے لہٰذا خالد بن ولیدؓ نے تمام فوجی افسران کو عراق کے مختلف علاقوں سے جمع کر کے ترغیب دینے کے بعد مقام ولجہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔ لشکر کے سپہ سالات نے دو سرداروں کو حکم

24نفس مصدر

دیا کہ وہ اپنا اپنا دستہ لے کر فوج سے علیحدہ ہو جائیں اور دشمن کی صفوں کے پیچھے جا کر چھپ جائیں۔ گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی۔ کبھی مسلمانوں کا پلڑا بھاری ہو جاتا اور دشمن کو پیچھے دھکیل دیتے اور کبھی دشمن کا زور بڑھ جاتا اور مسلمانوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے۔ اچانک مسلمانوں کے وہ دستے جو چھپے ہوئے تھے کمین گاہوں سے نکلے اور عقب سے کسریٰ کے لشکر پر حملہ آور ہوئے۔ ایرانی مصیبت کو دیکھ کر حواس باختہ ہو گئے اور حوصلہ ہار بیٹھے اور یوں مسلمانوں نے بہترین پالیسی کی بدولت دشمن کو قتل کر کے شکست سے دوچار کیا۔[25]

اندرونی حالات کو قابو کرنا:

امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ہر طرف سے خطرات لاحق تھے۔ کوئی انکارِ زکوٰۃ کر رہا تھا تو کوئی فتنہ ارتداد میں مبتلا ہوتا۔ بعض سرحدوں پر ایران نے مسائل کھڑے کئے تو بعض جگہ پر افواج روم شرارتوں سے باز نہیں آتے تھے۔ پس ایسے کٹھن حالات میں ذمہ داران استخبارات نے دو قسم کی پالیسیاں بنائیں۔ موجودہ فتنوں کی بیخ کنی کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کر کے نئے فتنے کھڑے نہ ہونے دینا۔ جس کے لئے حکم پاس ہوا کہ مسلم فوج کی ہر کامیاب کاروائی سے عوام کو مطلع کرنا تاکہ فضا برابر ہو اور ہر کوئی دشمن کے خلاف لڑنے پر آمادہ ہو۔ اس سلسلے میں جنگ الیس اور ولجہ میں جو غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا وہ بنی عجل کے ایک شخص جندل کی سربراہی میں جنگی ہیڈ کوارٹر (مدینہ منورہ) بھیج دیا اور اس کو یہ بھی سمجھایا کہ امیر المؤمنین کو جنگ میں مسلم لشکر کے سارے کارنامے بیان کرنا۔ ساری صورت حال سے واقفیت کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے حکم جاری کیا کہ سلطنت کے تمام حصوں میں قاصد روانہ ہو کر قریہ بہ قریہ تمام لوگوں کو خالدؓ اور لشکر اسلام کی فتوحات اور عظیم الشان کارناموں سے باخبر کر کے ان کے مورال کو بلند کریں۔[26]

---

[25] ابن خلدون، عبد الرحمٰن ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور

[26] ہیکل، محمد حسین، حضرت ابو بکرؓ، ترجمہ: شیخ احمد پانی پتیؒ، ناشران و تاجران کتب المیزان، ۲۰۱۴ء

حضرت ابو بکرؓ کا دستورِ حکومت:

اسلامی حکومت یا خلافت کی بنیاد قرآن و حدیث پر ہوتی ہے۔ اس بناء پر حضرت ابو بکرؓ کے سامنے جب کوئی معاملہ پیش آتا تو سب سے پہلے اس کا حکم قرآن مجید میں تلاش کرتے اگر وہاں نہ ملتا تو حدیث کی طرف رجوع فرماتے۔ اگر اس خاص معاملہ کے متعلق حدیث میں بھی کچھ نہ ملتا تو مسلمانوں کا ایک شوریٰ طلب فرماتے ان میں سے اگر کسی کو کوئی حدیث یاد ہوتی اور وہ پڑھ کر سنا دیتا تو آپؓ کو بڑی خوشی ہوتی اور خدا کا شکر ادا کرتے۔ اگر کسی کو کوئی حدیث بھی یاد نہ ہوتی تو اہل رائے سے مشورہ لیتے۔[27]

فتوحات عہدِ صدیقیؓ میں نظام استخبارات کا کردار عہدِ صدیقیؓ کی فتوحات کی وسعت:

حضور ﷺ کے وصال کے وقت اسلامی حکومت کا رقبہ تقریباً ۹۲۷۰۰۰ مربع میل تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے سانحہ ارتحال کے بعد اہل عرب مدینہ کی حکومت کا قلادہ اپنی گردنوں سے اُتارنے اور بعض قبائل اسلام سے آزاد ہونے کے لئے متحرک ہو گئے۔

مدینہ، مکہ اور طائف میں آباد قبائل کی طرح مدینہ، غفار، جہینہ، اشجع، اسلم اور خزاعہ اسلام پر بدستور قائم رہے۔ لیکن ان قبائل کے علاوہ تمام عرب میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ وہ لوگ جن کے دل قبائلی عصبیت کے اصنام سے پاک نہیں ہوئے تھے، یا وہ لوگ جن کے قلوب میں اسلامی تعلیمات راسخ نہ ہوئیں تھیں، انہوں نے اعلانیہ ارتداد اختیار کر لیا۔ ایک گروہ اسلام پر قائم رہتے ہوئے بھی مدینہ کے اقتدار اعلیٰ کو پسند نہ کرتا تھا۔ ان لوگوں کے زکوٰۃ کو حکومت مدینہ کا عائد کردہ جزیہ سمجھ لیا تھا اور وہ اسے ادا کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ زکوٰۃ سے انکار کرنے والے قبائل عبس، ذبیان، بنو کنانہ، غطفان اور فزارہ جو مدینہ کے گردونواح میں آباد تھے۔

---

[27] اکبر آبادی، سعید احمد، مولانا، صدیق اکبرؓ، ناشر ادارہ اسلامیات کراچی

وہ قبائل جو مدینہ سے دوری پر تھے ان میں بہتوں نے ارتداد قبول کر لیا تھا اور جھوٹے مدعیان نبوت (جو حشرات الارض کی طرح عرب قبائل میں پیدا ہو گئے تھے) کی پیروی اختیار کر لی تھی۔ ان کذابوں میں طلحہ، بنو اسد، سجاح، بنو تمیم، مسلیمہ (یمامہ)، دوالتاج لقلیط بن مالک (عمان) اور اسود عینی (یمن) شامل تھے۔

دوسری طرف ملک عرب سے دنیا کی دو عظیم حکومتوں روم اور ایران کی سرحدیں شام و عراق میں ملی ہوئی تھیں۔ روم کے بادشاہ کو قیصر اور ایران کے تاجدار کو کسریٰ کہا جاتا تھا۔ یہ دونوں سلطنتیں وسیع رقبہ پر پھیلی ہوئی تھیں۔ مذہب اور کلچر کے اختلاف نے انہیں ہمیشہ نبرد آزما رکھا۔ دونوں حکومتوں کے سربراہ عرب کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے رہے۔ مگر بادیہ نشین عربوں نے اپنی فطری شجاعت اور حریت پسندی سے ان کو ہمیشہ ناکام بنایا اور کسی کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈالنا پسند نہ کیا۔ عربوں سے شامی علاقوں کی حفاظت کے لئے قیصر روم نے شام سے متصل عرب کی جنوبی سرحد پر قبیلہ غسان کی باجگزار عرب حکومت قائم کر دی تھی۔ دوسری طرف کسریٰ نے یمن اور بحرین کو اپنا باجگزار بنا کر اپنے گورنر مقرر کیے تھے مگر انہیں پوری عرب پر کبھی غلبہ حاصل نہ ہوا۔ تاہم وہ بحرین و یمن کے واسطے پورے عرب کو اپنا غلام تصور کرتے تھے۔ قیصر و کسریٰ کے لئے عرب میں اسلامی حکومت کا قیام اور متفرق عرب قبائل کا دائرہ اسلام میں داخل ہو کر متحد ہو جانا دائمی درد سر بن گیا۔ انہوں نے اپنی دیرینہ مخاصمتوں اور مناقشوں کو فراموش کر کے عسکری سیلاب کا رُخ مدینہ کی پھیر دینا چاہا اور عرب کے شمال و مشرقی سرحدوں پر چھیڑ چھاڑ بھی شروع کر دی۔ اس طرح اسلامی حکومت کے لئے ہر طرف سے اندیشہ شدت اختیار کر گیا۔

مختصراً صدیق اکبرؓ نے جس وقت خلافت سنبھالی، مکہ، مدینہ اور طائف کے علاوہ سارے عرب میں بغاوت و سرکشی کی طوفانی لہر پیدا ہو گئی۔ منکرین زکوٰۃ اور نقلی نبیوں کے زیرِ اثر مرتدین نے طوفان بلاخیز پیدا کر دیا۔ عرب کی قبائلی عصبیت جاگ اُٹھی اور سارے قبائل دین حق سے منحرف ہو کر حکومت اسلامیہ کے باغی بن گئے۔ دوسری جانب شام کی سرحدوں پر رومیوں کی یورش کا زبردست خطرہ تھا۔ ان نازک حالات میں صدیق اکبرؓ نے حکمت علمی اور جرأت مندانہ فوجی اقدام سے دو سال اور چار ماہ کی قلیل مدت میں ایک طرف شامی سرحد کے خطرے کو جیش اُسامہ کے ذریعے ٹالا اور دوسری جانب اسلامی فوجوں نے عرب کی اندرونی شورشوں اور بغاوتوں کا خاتمہ کر کے تقریباً

پورے عرب کو از سرِ نو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ اس سے عرب ہی نہیں بلکہ ایران و شام کی حکومتوں پر بھی اسلامی حکومت کی عسکری قوت کا رعب قائم ہو گیا۔

بہترین پالیسیوں کی بدولت حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نہ صرف فتنوں کا کامیاب مقابلہ کیا بلکہ انہیں دبا کر خالفت کے ماتحت لے آئے اور رقبہ خلافت میں ۲۷۵۱۲۴ مربع میل کا اضافہ کیا۔ جب حضرت صدیق اکبرؓ نے وفات پائی اُس وقت خلافت اسلامیہ کا رقبہ تقریباً ۱۲۰۲۱۶۴ مربع میل تھا۔[28]

فتوحات عراق:

حضرت مثنہ بن حارثہ شیبانی جو قبیلہ بنی بکر کے معزز سردار تھے یہ قبیلہ بحرین میں رہتا تھا۔ ارتداد کی لہر میں قبیلہ بھی مرتد ہو گیا۔ مگر حضرت مثنیٰ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اسلام پر ثابت قدم رہے۔ جب علاء بن حضرمی نے مرتدین بحرین کے خلاف جنگی مہم کا آغاز کیا تو مثنیٰ نے آٹھ ہزار افراد کو اپنے گرد جمع کر کے اپنے فرائض بخوبی انجام دیئے۔ ارتداد کا فتنہ سرد ہو جانے کے بعد انہوں نے اپنے فوجی دستہ کے ساتھ عراق کی جانب پیش رفت شروع کر دی اور انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ عراق پر لشکر کشی کا مناسب وقت آ گیا ہے۔ اس لئے وہ دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے، عراق کے تمام حالات سے خلیفہ وقت کو باخبر کرتے ہوئے کہا شام کی بنسبت عراق کی فتح آسان ہے۔ ایرانیوں کے ہاتھوں ستم رسیدہ عرب قبائل ایرانیوں سے نفرت کے باعث اپنے ہم وطن عربوں کا ساتھ ضرور دیں گے۔ اس طرح اسلام کی اشاعت کے لئے فضا بھی سازگار ہو گی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہ مسئلہ شوریٰ کے سامنے رکھا۔ بحث و تمحیص کے بعد حضرت مثنیٰ کو عراق پر لشکر کشی کی اجازت دی گئی اور وہ اپنا لشکر لے کر حدودِ عراق میں داخل ہوئے۔ دوسری جانب حضرت خالد بن ولیدؓ کو دس ہزار سپاہ کے ساتھ عراق کی مہم پر بارہ ہجری میں روانہ کیا۔ حضرت مثنیٰؓ کو حکم دیا کہ وہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے زیرِ فرمان رہیں۔ ایاز بن غنم کو لکھا کہ وہ خالدؓ کے پاس پہنچ کر ان

[28] شبلی نعمانی، الفاروق، ایم ثناء اللہ خان، ۲۲ ریلوے روڈ لاہور

کی قیادت میں کام کریں۔ حضرت خالدؓ کو ہدایت تھی کہ وہ جنگ کا آغاز مقام ایلہ سے کریں جو خلیج فارس کے قریب ایک تجارتی شہر تھا اور یوں اسلامی لشکر کو جنگی ہیڈ کوارٹر مدینہ منورہ سے کنٹرول کیا جاتا تھا۔

تینوں اسلامی لشکر مختلف راستوں سے عراق میں داخل ہوئے اور ایک مقام پر خالدؓ اور مثنیٰؓ مل گئے اور لشکر کی تعداد اٹھارہ ہزار ہو گئی۔ خالدؓ نے اسلامی لشکر کو تین حصوں میں بانٹ دیا۔ پہلے حصے کے سردار مثنیٰ بن حارثہؓ تھے۔ دوسرا حصہ عدی ابن حاتمؓ کی سرکردگی میں تھا اور تیسرا حصہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ماتحت تھا۔ یہ تینوں لشکر ایک ایک دن کے فاصلے سے حضیر کی طرف بڑھے جہاں ہرمز ایرانیوں کی طرف سے حاکم تھا اور وہاں کے حالات لے کر حضرت خالدؓ نے روانگی سے قبل ہرمز کے نام یہ خط روانہ کیا: "تم اسلام لاؤ محفوظ ہو گے یا اپنی قوم کی طرف سے جزیہ دو، ورنہ پھر رسوا ہو گے کیونکہ میں ایسی قوم کو تمہارے مقابلے پر لا رہا ہوں، جو موت کی اس قدر خواہاں ہے جس قدر تم زندگی کے خواہاں ہو۔

اس طرح مضبوط اور فعال استخباراتی سرگرمیوں کی بدولت حضرت خالد بن ولیدؓ نے حیرا کو پورا علاقہ زیرِ نگیں کیا۔[29]

دومۃ الجندل کی فتح:

دومۃ الجندل اس شاہراہ پر واقع ہے جہاں ایک راستہ حیرہ اور عراق کو جاتا ہے اور دوسرا راستہ شام کو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سب سے بڑی کوشش یہ تھی کہ شام کے جزیرہ عرب کی سرحدوں پر امن قائم رہے اور رومی فوجیں مسلمانوں کی قلت سے فائدہ اُٹھا کر سرزمین عرب میں داخل نہ ہو جائیں۔ اس لئے دومتہ الجندل کا اسلامی حکومت کے زیرِ نگیں ہونا از حد ضروری تھا۔ چنانچہ ۵ھ میں دومتہ الجندل میں ایک بڑے لشکر کے اجتماع کی خبر ملی تو حضور ﷺ نے ایک ہزار مجاہدین کا لشکر لے کر دومتہ الجندل کا قصد فرمایا۔ دشمنوں کی فوج بلا مقابلہ فرار ہو گئی۔ یہاں سردار اکیدر بن عبد الملک کندی (جو قیصر کے زیر اثر تھا) نے وفاداری کا حلف لیا۔ جب وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہا تو

---

[29] طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، ترجمہ: سید محمد ابراہیم، ناشر دار الاشاعت اُردو بازار کراچی

حضور ﷺ نے سیف اللہ خالد بن ولیدؓ کو پانچ سو سواروں کے ساتھ ۹ ھ میں دومۃ الجندل روانہ کیا۔ خالدؓ نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ بالآخر اکیدر نے دو ہزار اونٹ اور آٹھ سو بکریاں چار سو وِدق گندم اور چار سو درہم دے کر صلح کرلی اور مدینہ آکر اسلام قبول کرلیا۔ مگر جب عہدِ صدیقیؓ آیا تو اس نے عہد توڑ ڈالا اور مرتد ہو گیا۔ جس کے استحصال کے لئے دربار خلافت سے عیاض بن غنم بھیجے گئے۔ عیاض نے دومۃ الجندل کا محاصرہ کیا جبکہ اکیدر کی فوج نے عیاض کی فوج کا واپسی کا محاصرہ کر کے واپسی کا راستہ روک لیا۔ اس طرح فتح و کامرانی کی ساری راہیں مسدود ہو گئیں اور روز بروز عراق میں خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں شکست کھانے والے عرب قبائل، بنو کلب، مبرا اور غسان دومتہ الجندل میں جمع ہو گئے وہ اپنی عبرت نام ہزیمتوں کا انتقال عیاض سے لینا چاہتے تھے۔ اس کش مکش میں اسلامی لشکر کو پڑاؤ ڈالے ایک سال کی مدت گزر گئی اور مشکلات بڑھتی چلی گئیں تو عیاضؓ نے خالد بن ولیدؓ سے مدد طلب کی۔ حضرت خالدؓ نے عین التمر میں طویم ابن کابل اسلمی کو نائب بنا کر بلا تاخیر اسلامی لشکر لے کر تین سو میل کی مسافت دس روز میں طے کی۔ جوشِ جہاد میں خوفناک لق ودق صحراؤں کو اپنے سراغ رساں کی برکت سے عبور کر کے دومۃ الجندل پہنچ گئے۔

دومتہ الجندل والوں کو خالدؓ کے آنے کی اطلاع ملی تو پریشان ہو گئے ان کے سرداروں نے مجلس مشاورت منعقد کی۔ دومۃ الجندل کی فوج کو دو بڑے حصوں پر تقسیم کیا۔ ایک کا سپہ سالار اکیدر جو خالدؓ کی بہادری سے واقف تھا، اس لئے صلح کا مشورہ دیا لیکن وہ سردار جن کے دلوں میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی انہیں اکیدر کا مشورہ پسند نہ آیا۔ اکیدر ان سے علیحدہ ہو گیا۔ اب دومۃ الجندل کی قبائلی فوجیں جودی بن ربیع کی سپہ سالاری میں تھیں جن کو اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک جس کے قائد جودی اور ودیعہ تھے۔ خالدؓ کے بالمقابل اور دوسرا حصہ ابن حدرجال اور ابن الادہم کی قیادت میں عیاضؓ بن غنم کے مقابلے میں صف آرا ہوا۔ جنگ شروع ہوئی تو حضرتؓ خالدؓ نے جودی اور اقرع بن حالیں نے ودیعہ کو گرفتار کرلیا۔ لشکر میدان چھوڑ کر قلعہ کی طرف بھاگا قلعہ کا دروازہ بند کرلیا۔ باقی لوگ مسلمانوں کی تلوار کی زد میں آگئے۔ خالدؓ نے قلعے کا دروازہ اکھیڑ ڈالا اور محصورین کو قتل کر دیا۔ اس طرح خالدؓ کی تیغ

خاداشگاف نے دومتہ الجندل فتح کر لیا۔ خالد نے اقرع کو انبار بھیج دیا اور خود دومتہ الجندل میں قیام کیا۔[30]

ملکی نظم و نسق:

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی مدت خلافت کل دو برس تین مہینے تھی۔ یہ قلیل مدت اسلامی مملکت کے اندرونی اور بیرونی استحکام اور فتوحات میں بسر ہو گئی لیکن اس کے باوجود حضرت ابو بکرؓ نظم و نسق سے غافل نہیں تھے اور اسلامی مملکت کا رقبہ جتنا وسیع ہو جاتا تھا اسی قدر نظم و نسق کے دائرہ کو وسعت ہو جاتی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مملکت کو مختلف صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم کر دیا تھا اور ان میں سے ہر ایک کے لئے جدا جدا حاکم مقرر کئے تھے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ اس قلیل مدت میں ایک طرف اندرونی خلفشار اور دوسری طرف بیرونی خلفشار سے سامنا تھا لیکن اس کے باوجود مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بغیر ریڈیو، ٹی وی اور ہوائی جہاز کے نظم و نسق چلاتے تھے اور حالات کا مقابلہ بھی کر رہے تھے اور کہیں پر کوئی انتظامی خرابی بھی پیدا نہ ہوتی تھی۔ یہ سب کچھ استخباراتی نظام کی مرہون منت ہے۔ جن علاقوں کے حاکم مقرر کئے تھے، ان کا نقشہ درج ذیل ہے:

مقام حکومت	حاکم کا نام
مکہ (حجاز)	حضرت عتاب بن اُسیدؓ
طائف (حجاز)	حضرت عثمان بن العاصؓ
صنعاء (یمن)	مہاجر ابن اُمیہؓ
حضرت موت (یمن)	زیاد ابن لبید انصاریؓ

[30] عشرہ مبشرہ، ناشر البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ پوسٹ CDF علی گڑھ

خولان	یعلیٰ بن منیہ
زبید رمع	ابو موسیٰ اشعری (یمن میں ایک علاقے کا نام ہے)
جند	معاذ ابن جبلؓ
نجران	جریر بن عباللہ البجیلیؓ
بحرین	عبد اللہ بن الخزرمی
دومۃ الجندل	ایاز بن العنم
عراق	مثنیٰ حارثہ
جرش	عبد اللہ بن ثور
حمص (شام)	ابو عبیدہ بن الجراحؓ
اردن	شرحبیل بن حسنہؓ
دمشق	یزید بن ابی سفیانؓ
فلسطین	امر ابن العاصؓ
مدینہ	یہ دار الحکومت تھا جو براہ راست خلیفہ کے ماتحت تھا۔[31]

[31] اکبر آبادی، سعید احمد، مولانا، صدیق اکبرؓ، ناشر ادارہ اسلامیات کراچی

عہدِ صدیقیؓ کے نظام استخبارات کے اہم عناصر

عمال واُمراء کی نگرانی واحتساب:

مفصل ہدایات اور احکام دینے کے بعد کوئی عہدہ دار خواہ کتنا ہی دور اور نظروں سے اوجھل ہوتا حضرت ابو بکرؓ بہر حال اس کی ایک ایک حرکت پر کڑی نگاہ رکھتے تھے اور جہاں اور جب کوئی نقص آتا فوراً اس پر تنبیہ فرماتے۔ چنانچہ مہاجر ابن اُمیہ کی نسبت معلوم ہوا کہ انہوں نے ایک عورت جو مسلمانوں پر سب وشتم کرتی تھی، اس کے دانت اکھڑوادیے ہیں تو فوراً اس کو سخت سرزنش کا خط لکھا جس میں دلائل سے یہ ثابت کیا تھا کہ ان کا یہ عمل صریح ظلم اور ناجائز ہے اور آخر میں تحریر فرمایا کہ یہ تمہارا پہلا جرم ہے اس لئے معاف کرتا ہوں ورنہ سزا دیتا۔[32]

حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت خالدؓ کے بہت قدر دان اور مداح تھے لیکن جنگ یمامہ کے فوراً بعد جب انہوں نے مجاعتہ کی لڑکی سے نکاح کر لیا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو سراغ رساں افراد کے ذریعے جنگی ہیڈ کوارٹر مدینہ منورہ پتہ چلا تو حضرت ابو بکرؓ نے ان کو سخت تہدیدی خط لکھا کہ:

"لعمری یا ابن ام خالد انک لفارغ تنکح النساء وبفناء تبیک دم الف و مئتے رجل من المسلمین لم یخفف بعد "[33]

ترجمہ: بے شبہ اے خالدؓ کی ماں کے بیٹے! تیرا دل بڑا بے رحم ہے۔ تو عورتوں سے اس وقت نکاح کر رہا ہے جبکہ تیرے گھر کے صحن میں بارہ سو مسلمانوں کا خون ابھی تک خشک نہیں ہوا ہے۔

جنگ کے فرائض کے ختم ہوتے ہی خالدؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اجازت کے بغیر چھپ چھپا کر حج کر آئے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ مدینہ میں عساکر مسلمین سے بے خبر اور غافل نہ ہوئے تھے۔ حرم پہنچتے ہی حضرت ابو بکرؓ کو اطلاع

---

[32] طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، ترجمہ: سید محمد ابراہیم، ناشر دار الاشاعت اُردو بازار کراچی

[33] نفس مصدر

ہوئی تو سخت عتاب کا خط لکھا۔ طبری کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت خالدؓ کو شام کی مہم پر جو روانہ کیا تھا وہ حضرت خالدؓ کے اسی جرم کی پاداش میں تھا اور اسی کے ساتھ ہی تاکید کی کہ وہ آئندہ اس کا ارتکاب نہ کریں۔[34]

سفارتکاری اور قاصدوں کے روپ میں جاسوسی:

عہدِ صدیقیؓ میں دشمن کی جاسوسی کے لئے ہر حربہ استعمال کیا جاتا۔ ان حربوں میں سے ایک حربہ سفارکار اور قاصد کے روپ میں جاسوسی ہے۔ ابن جریر طبری نے عدی بن حاتم کے حوالے سے لکھا کہ اس نے قاصدوں کے روپ میں جا کر پہلے پہل قبیلہ طئی اور جدیلہ کو مسلمان کیا اس کے بعد ان قبیلوں کی فوج جو طلیحہ کے پاس مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لئے لئے گئے تھے۔ پیچھے چلے گئے، وہاں پہنچ کر طلیحہ سے کہنے لگے کہ مسلمانوں نے طلیحہ کے لشکر پر حملہ کر کے پہلے ان پر (قبیلہ طے وجدیلہ) چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا ہے اس لئے واپس آئے اور اس حملے کو روکیں۔

یہ پیغام پہنچنے پر طلیحہ کو مطلق شبہ نہ ہوا اور اس نے نے بنی طئی کے لوگوں کو بڑی خوشی سے اپنے قبیلے کی طرف واپس جانے کی اجازت دے دی۔ قبیلہ پہنچ کر بحث و تمحیص کے بعد انہوں نے عدی کی رائے سے اتفاق کر کے مسلمان ہو کر حضرت خالدؓ کے لشکر میں شمولیت کی۔[35]

اقلیتوں کے ذریعے جاسوسی:

اہل بزاحہ اور غطفان کے مسلمان ہونے کے بعد بنو عامر نے دوبارہ دین میں داخل ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ خالدؓ نے جواب دیا کہ جس شرط پر ہم بزاحہ، اسد، غطفان اور طے کے اسلام کو قبول کیا وہی شرائط آپ لوگوں کے لئے بھی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جنہوں نے ارتداد کے زمانے میں مسلمانوں کو نقصان پہنچایا وہ ہمیں بتائے تو اسلام قبول ورنہ نہیں۔

---

[34] طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، ترجمہ: سید محمد ابراہیم، ناشر دار الاشاعت اُردو بازار کراچی

[35] نفس مصدر

بالآخر بنو عامر نے اپنے ہی مجرم بندوں کی لسٹ حضرت خالدؓ کے حوالے کر دی۔[36]

فوج کے لئے انتخاب میں احتیاط:

عہدِ نبوت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور عہدِ صدیقیؓ میں فوج کا کوئی خاص مستقل اور الگ صیغہ نہیں تھا۔ بلکہ پوری قوم ہی ایک فوج تھی۔ ضرورت پڑنے پر اعلان کر دیا جاتا تھا اور جو لوگ رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کرتے تھے ان کو لے لیا جاتا تھا۔ البتہ حضرت ابو بکر صدیقؓ انتخاب کرتے وقت اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ مشتبہ لوگوں کو شریک فوج نہ ہونے دیں۔ چنانچہ شام کی مہم کو سر کرنے کے لئے آپؓ نے جو فوج مرتب کی اس میں ابتداءً ان لوگوں کو شرکت کی اجازت نہ تھی جن کے دامن اطاعت اور فرمانبرداری پر ارتداد کا داغ لگ چکا تھا۔ خالد بن سعیدؓ بن العاص کو روانہ کرتے وقت حکم دیا:

"يدعوا من حوله من العرب الا من ارتدد"

کہ تمہارے ادھر اُدھر جو عرب ہوں ان کو جنگ میں شرکت کی دعوت دینا مگر جو لوگ مرتد ہو گئے تھے ان کو نہیں۔[37]

ایک دوسری جگہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا جب تک کسی دوسرے آدمی کی صلاحیت کا پورا علم نہ ہو جائے (افواج) میں شامل نہ ہونے دے ہو سکتا ہے وہ دشمن کا جاسوس ہو اور اس طرح بے خبری میں مسلمانوں پر کوئی حملہ ہو جائے۔

دشمن کے اندر علاقائی جاسوسوں کا تعین:

[36] نفس مصدر

[37] ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، قسم ثانی، جزء ثانی

جدید انٹیلی جنس سسٹم میں علاقائی جاسوسوں کا کردار انتہائی اہم ہوتا ہے۔ دنیا بھر میں متعلقہ علاقوں سے افراد کو خرید کر یا لالچ دے کر ان کے ذریعے مخبری کا کام لیا جاتا ہے۔ لالچ اور ہوس کے زیرِ اثر لوگ یہ کام بڑی آسانی سے کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ عہدِ صدیقیؓ میں علاقائی جاسوسوں کی سرگرمیوں کا ذکر ملتا ہے۔ اس ضمن میں اسود عنسی مرتد کے قتل سے اس عمل کا پتہ چلتا ہے۔ ابن جریر لکھتے ہیں کہ:

" قیس بن عبد یغوث عنسی (جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا) کے لشکر کا سپہ سالار تھا۔ اسود عنسی ان سے مشتبہ ہو گیا تھا۔ جشیش بن الدیلمی سے مروی ہے کہ دبر بن یحنیس رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر ہمارے پاس آئے اس خط میں آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم اپنے دین پر قائم رہیں اور لڑائی یا حیلے سے اسود کے خلاف جنگی کاروائی کریں۔ حکم کے مطابق عمل کیا مگر تجربے سے معلوم ہوا کہ اسود کے خلاف کامیاب ہونا بہت مشکل ہے۔ مگر قیس کی خبر مل کر اسے اپنے ساتھ ہونے کی دعوت دی۔ اس نے فوراً منظور کر لی۔

قیس کہتا ہے کہ میں نے اس کے قتل میں اس کی بیوی آزاد سے مدد طلب کی اور وہ آمادہ ہو گئی۔ فیروزویہ اور قیس نے ان کی بیوی کی وجہ سے جب انہیں قتل اور چری سے ان کے سر کو تن سے جدا کیا تو اس کے حلقوم سے خرخراہٹ کی آواز آئی اس آواز پر سپاہی جو شہ نشین کے گرد پہرہ دے رہے تھے دوڑ کر آئے مگر اس کی بیوی نے ان کو یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ نبی صاحب (العیاذ باللہ) پر اس وقت وحی آرہی ہے یہ اسی کی آواز ہے۔ حتیٰ کہ اسود عنسی ٹھنڈا ہو گیا۔[38]

مجلس شوریٰ:

حضور ﷺ اور آپ کے خلاء کے مبارک ادوار میں ہمیشہ ایک تھنک ٹینک مجلس شوریٰ کی صورت میں قائم رہا جس میں دیگر امور پر مشاورت کے علاوہ استخباراتی عمل کے ذریعے سے حاصل ہونے والی خبروں کا جائزہ لے کر مستقبل

[38] طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، ترجمہ: سید محمد ابراہیم، ناشر دار الاشاعت اُردو بازار کراچی

کی حکمت عملی Strategy بنائی جاتی تھی۔ ابن سعد کا بیان ہے:

"ان ابا بكر الصديق كان اذا نذل به امر يريد فيه مشاورة اهل الراى واهل الفقه و دعا رجالاً من المهاجرين والانصار دا عمر و عثمان و عليا و عبد الرحمٰن بن عوف و معاذ ابن جبل و ابى بن كعب و زيد بن ثابت"

ابو بکرؓ کو جب کوئی واقعہ پیش آتا تھا جس میں اہل رائے اور اہل فقہ سے مشورہ کی ضرورت ہوتی تو اس مقصد کے لئے وہ مہاجرین انصار میں کچھ لوگوں کو بلاتے تھے تو حضرت عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، عبد الرحمن بن عوفؓ، معاذ ابن جبلؓ، ابی بن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ کو بلاتے تھے۔[39]

نتائج البحث / سفارشات:

☆ نظام استخبارات کا تعلق عہد نبوی ﷺ اور عہد خلفائے راشدین سے بر قرار رہا ہے۔

☆ بائں وجہ بالا نظام استخبارات سے متعلق شرعی تعلیمات بھی موجود ہیں۔

☆ نظام استخبارات کی مفہوم اور ارتقائی پس منظر جاننا بہت اہم ہے۔

☆ نظام استخبارات کے بارے میں عملی اور اطلاقی اقدامات کے حوالہ سے اسکی تاریخی مطالعہ ناگزیر ہے۔

☆ نظام استخبارات میں شرعی تعلیمات کی عملی نفاذ کو ممکن بنانے کی ضرورت واہمیت دونوں اشد ترین ہے۔

☆ عصر حاضر اور خیر القرون دونوں ادوار میں نظام استخبارات کا جائزہ لینا بہت اہم ہے، اسی طرح اُن کا تقابل بھی اہم ہے، تقابل سے مقصود نظام استخبارات کی مثبت (غیر اسلامی) اور اہم پہلوؤں کو اجاگر کرنا۔

☆ شرعی تعلیمات کی نفاذ کیلئے نظام استخبارات کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لینا بہت اہم ہے، جس سے غیر شرعی امور کا ازالہ ممکن بن سکے گا۔

---

[39] اکبر آبادی، سعید احمد، مولانا، صدیق اکبرؓ، ناشر ادارہ اسلامیات کراچی

☆ نظام استخبارات(Intelligence system) کی افادیت کیساتھ ساتھ اسکی اصلیت کو اُجاگر کرنا معاشرے میں امن و فلاح کا سبب بننے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔